International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:04, Issue: 02, July-Sep 2024
pp:252 - 262

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

تحفظِ ناموسِ رسالت ﷺ قرآنی تعلیمات، احادیثِ نبوی، فقہی آراء اور عصری تناظر کا تحقیقی جائزہ

Protection of the Honor of Prophethood (PBUH): A Research Analysis of Quranic Teachings, Prophetic Traditions, Jurisprudential Opinions, and Contemporary Context

Anjum Riaz
Lecturer, Department of Islamic Studies, Sardar Bahadur Khan Women's University, Quetta, Baluchistan
anjumriaz3@yahoo.com
Syed Hayatullah
Lecturer, Department of Islamic Studies, University of Loralai
syed.hayatullah@uoli.edu.pk
Fouzia Yaseen
Lecturer, Department of Islamic Studies, Sardar Bahdur Khan Women's University, Quetta, Baluchistan
fozia.yasin@hotmail.com

Abstract

The protection of the honor of Prophet Muhammad (PBUH) holds a central place in Islamic teachings, emphasizing respect, reverence, and safeguarding his sanctity. This research investigates the concept of protecting the dignity of the Prophet (PBUH) in light of Quranic teachings, Hadith literature, and Islamic jurisprudence. Quranic verses underline the profound respect and reverence due to the Prophet (PBUH), including commands to lower one's voice in his presence and directives for unwavering adherence to his guidance. The Hadith literature strengthens this emphasis by associating love and respect for the Prophet (PBUH) with the essence of faith. The study further examines historical incidents during the Prophet's (PBUH) time where acts of blasphemy were dealt with firmly, demonstrating the Islamic legal framework's stance on the issue. The opinions of classical jurists and scholars from the early centuries are explored, highlighting their consensus on the severity of blasphemy and its repercussions. The analysis also considers the principle of human dignity in Islam, establishing a balance between protecting freedom of expression and upholding the sanctity of prophethood. Additionally, references to earlier divine laws (Sharāʾiʿ Min Qablinā) and contemporary debates on blasphemy laws and human rights provide a holistic view of the subject. This study concludes by offering recommendations for fostering interfaith dialogue, preventing misuse of

blasphemy laws, and promoting a peaceful understanding of Islamic principles in a pluralistic world.
Keywords: Honor of Prophethood, Quranic Teachings, Blasphemy in Islam, Human Dignity, Jurisprudential Perspectives

تعارف موضوع

اسلام نے انسان کو عزت اور تکریم کا حق عطا کیا اور اس کے تحفظ کو اولین اہمیت دی ہے۔ قرآنِ مجید اور احادیثِ نبوی ﷺ میں انبیاء علیہم السلام کی عزت و حرمت کو ایمان کا لازمی حصہ قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی ایک ایسا فعل ہے جو نہ صرف اسلامی تعلیمات بلکہ انسانی اقدار کے بھی منافی ہے۔ قرآنِ مجید میں ایسے احکام موجود ہیں جو نبی ﷺ کے ادب و احترام کو لازم قرار دیتے ہیں، جیسا کہ آواز کو پست رکھنے اور آپؐ کے ساتھ ادب و احترام سے پیش آنے کی تاکید کی گئی ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں نبی کریم ﷺ کی محبت اور تعظیم کو ایمان کی تکمیل سے جوڑا گیا ہے اور کسی بھی قسم کی گستاخی کو ناقابلِ برداشت قرار دیا گیا ہے۔ اس تحقیقی مطالعے میں ان واقعات کو زیر بحث لایا گیا ہے جو عہدِ رسالت میں پیش آئے اور ان کے تناظر میں اسلامی قانونی نظام میں توہینِ رسالت کی سزا کے اصول وضع کیے گئے۔ فقہاء اور محدثین کی آراء کے ساتھ ساتھ شرائعِ من قبلنا سے دلائل کا بھی تجزیہ کیا گیا ہے۔

تحفظ ناموس رسالت کا مفہوم

تحفظ اور رسالت کا مفہوم چونکہ واضح اور صاف ہے البتہ ناموس سے مراد آبرو، عزت، حرمت، شہرت، عظمت اور شان ہے۔ ناموس رسالت سے مراد رسول کی آبرو، عزت، حرمت، شہرت، عظمت اور شان ہے اور تحفظِ ناموسِ رسالت سے مراد ہے کہ کسی بھی رسول کی آبرو، شہرت، عزت، عظمت یا شان کا لحاظ کرنا۔ ہر قسم کی عیب جوئی اور ایسے کلام سے پرہیز کرنا جس میں بے ادبی ہو۔ اسلامی شریعت کی رو سے ان تمام امور کا لحاظ رکھنا فرض ہے اور مخالفت کرنا کفر ہے۔[1]

قرآنی آیات کی روشنی میں ناموس رسالت

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کی ہستی کو تمام انبیاء پر فوقیت بخشی ہے۔ آپ خاتم النبیین ﷺ ہیں اور آپ پر شریعت کا اتمام کر دیا گیا ہے۔ آپ پر نازل کردہ کتاب کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ تعالیٰ نے لیا اور آپ پوری دنیا اور ہر زمانے کے نبی ہیں لہٰذا ایسی عظیم اور باکمال شخصیت کی ناموس کی حفاظت کا انتظام کرنا تمام انسانوں کی ناموس کی حفاظت سے بڑھ کر ضروری تھا۔ یہی وجہ تھی کہ سورۃ حجرات میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے ہم کلام ہونے اور ملاقات کے آداب مقرر فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ سے بلند آواز سے بات کرنے سے منع فرمایا ہے۔

> "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے سامنے پیش قدمی نہ کرو، اللہ سے ڈرتے رہو، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا ہے۔ اے ایمان والو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو اور نہ بلند آواز سے رسول سے بات کیا کرو جیسا کہ تم ایک دوسرے سے کرتے ہو۔ کہیں تمہارے اعمال برباد

ہو جائیں اور تمہیں خبر بھی نہ ہو۔ بے شک جو لوگ اپنی آوازیں رسول اللہ کے سامنے دھیمی کر لیتے ہیں اللہ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لیے چن لیا ہے۔ ان کے لیے بخشش اور بڑا اجر ہے۔ بے شک جو لوگ آپ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں۔ اگر وہ آپ کے باہر نکلنے تک صبر کرتے تو یہ ان کے لیے زیادہ بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا اور نہایت رحم والا ہے۔"[2]

دوسری جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًاo لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا o"[3]

ترجمہ: یقیناً ہم نے تجھے گواہی دینے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تاکہ اے مسلمانو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اس کی مدد کرو اور اس کا ادب کرو اور اللہ کی پاکی بیان کرو صبح و شام۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے سامنے وہ ذو معنی الفاظ بھی کہنے سے منع کر دیئے جن میں کسی بھی قسم کی اہانت کا پہلو پایا جاتا تھا۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ"[4]

ترجمہ: اے ایمان والو تم نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو راعنا نہ کہا کرو بلکہ انظرنا کہو یعنی ہماری طرف دیکھیے اور سنتے رہا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ بات جتا دی کہ رسول ﷺ مسلمانوں پر ان کی اپنی جان سے زیادہ مقدم ہیں۔

"النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ"[5]

ترجمہ؛ یہ نبی مومنوں پر ان کی جانوں سے زیادہ حق رکھنے والا ہے اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت اور مغفرت کو نبی کریم ﷺ کی اطاعت سے مشروط کر دیا۔

"قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ؟"[6]

ترجمہ: کہہ دیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ خود اللہ تعالی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا اور اللہ تعالی بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

اللہ تعالیٰ مومنوں کو تنبیہ کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ

"قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا أَحَبَّ إِلَيْكُم مِّنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ"[7]

ترجمہ: آپ کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے لڑکے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے کنبے قبیلے اور تمہارے کمائے ہوئے مال اور وہ تجارت جس کی کمی سے تم ڈرتے ہو اور وہ حویلیاں جنہیں تم پسند کرتے ہو، اگر یہ تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ کے جہاد سے بھی زیادہ عزیز ہیں تو تم انتظار کرو کہ اللہ تعالی اپنا عذاب لے آئے۔ اللہ تعالی فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

احادیث کی روشنی میں ناموس رسالت

نبی کریم ﷺ نے خود بھی اپنے حق کو تمام بندوں کے حق پر فائق بتایا اور ایمان کی تکمیل کا داورومدار اس بات پر بتایا کہ آپ کی ذات سے محبت تمام رشتوں سے زیادہ ہو۔ چنانچہ ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَاتَ وَتَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهُ مَنْ كَانُوا وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَلْيَأْتِنِي فَأَنَا مَوْلَاهُ"[8]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر مومن کا میں دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ قریب ہوں۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو "نبی مومنوں سے ان کی جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔" اس لیے جو مومن بھی انتقال کر جائے اور مال چھوڑ جائے تو چاہئے کہ ورثاء اس کے مالک ہوں۔ وہ جو بھی ہوں اور جو شخص قرض چھوڑ جائے یا اولاد چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آجائیں کہ ان کا ولی میں ہوں۔

ابوھریرۃ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت ہے:

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لاَ يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ"[9]

ترجمہ: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم میں سے کوئی بھی ایماندار نہ ہو گا جب تک میں اس کے والد اور اولاد سے بھی زیادہ اس کا محبوب نہ بن جاؤں۔

توہین رسالت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو تحریر میں یا زبان سے گالی دینا یا ان کی بے عزتی کرنا، ان کے بارے میں تحقیری یا ذلت آمیز کلمات کہنا، آپ ﷺ کے وقار اور عزت پر بد زبانی کر کے حملہ کرنا، یا جب ان کا نام آئے تو برا منہ بنانا، ان کے لیے عداوت یا نفرت کا اظہار کرنا، آپ ﷺ پر الزام یا تہمت لگانا اور ان کے بارے میں بد خبریں اڑانا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو رسوا کرنا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے دائرہ اختیار یا فیصلے کو کسی طور نہ ماننا، سنت نبویہ سے انکار کرنا ، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی شان میں گستاخی کرنا حقوق اللہ اور حقوق رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے انکار کرنا، یا اللہ اور اس کے رسول سے بغاوت کرنا مندرجہ بالا میں سے کسی ایک کا بھی مرتکب ہونا شرع اسلامی میں توہین رسالت اور بے حرمتی کے ذیل میں آتا ہے۔

توہین رسالت کی سزا قرآنی آیات کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے توہین رسالت کے مرتکبین کے لیے دنیا و آخرت میں سخت عذاب کی وعید سنائی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُهِينًا"[10]

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ نے لعنت فرمائی ہے اور ان کے لیے رسوا کن عذاب مہیا کر دیا ہے۔

"مَلْعُونِينَ أَيْنَمَا ثُقِفُوا أُخِذُوا وَقُتِّلُوا تَقْتِيلًا"[11]

ترجمہ: ان پر ہر طرف سے لعنت کی بوچھاڑ ہو گی۔ جہاں کہیں پائے جائیں گے، پکڑے جائیں گے اور بری طرح مارے جائیں گے۔

"ذَلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَمَنْ يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ"[12]

ترجمہ: یہ اس بات کی سزا ہے کہ انہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مخالفت کی۔ جو اللہ کی اور اس کے رسول کے مخالفت کرتا ہے اللہ اسے سخت سزا دینے والا ہے۔

ان تمام آیات کو اگر ملا کر پڑھا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ توہین رسالت کے مرتکبین کو دنیا میں بھی قتل کیا جائے گا اور آخرت میں بھی ان کے لیئے شدید عذاب ہے۔

عہد رسالت ﷺ میں توہین رسالت کی سزا

قاضی عیاض نے اپنی مشہور کتاب الشفاءبتعریف حقوق المصطفیٰ میں توہین رسالت کے مجرمین یہودی کعب بن اشرف اور ابو رافع، قریشی نضر بن حارث، عقبہ بن ابی معیط، ابن خطل، لونڈی قرتنیٰ، لونڈی قریبہ وغیرہ کے نام لکھے ہیں، جن کو توہین رسالت کی وجہ سے آپ ﷺ نے قتل کرنے کے احکام جاری کیے تھے۔ انہیں قتل کرنے

والوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ، خالد بن ولید رضی اللہ تعالی اور حضرت زبیر رضی اللہ جیسے جلیل القدر صحابہ کے نام شامل ہیں۔ توہین رسالت کے جرم کی سنگینی کا اندازہ ابن خطل کے واقعے سے لگایا جاسکتا ہے۔ ابن خطل پہلے مسلمان ہوا اور پھر مرتد ہو کر مکہ چلا گیا وہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو میں اشعار پڑھتا تھا اور مکہ کی دعوتوں اور تقریبات میں لونڈیوں کے ذریعے ان اشعار کو گانے کا انتظام کرتا تھا۔ فتح مکہ کے بعد نبی کریم ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرمایا مگر ابن خطل کے قتل کے احکامات جاری فرمائے۔ ابن خطل نے بیت اللہ میں غلاف کعبہ کو اپنے اوپر لپیٹ لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہ نے جاکر نبی کریم ﷺ کو اس بارے میں آگاہ فرمایا تو نبی کریم نے فرمایا ابن خطل کو اسی حالت میں قتل کر دیا جائے۔ سعد بن حارث رضی اللہ نے بیت اللہ جاکر اسی حالت میں ابن خطل کو قتل کر دیا۔[13]

اسی طرح لونڈیاں قرتنیٰ اور قریبہ رسول اللہ کی ہجو کے اشعار گایا کرتی تھی۔ فتح مکہ کے دن ان لونڈیوں کو بھی قتل کرنے کے احکامات جاری ہوئے۔

مذکورہ واقعات سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ تعالی کے توہین رسالت کے قانون پر خود عمل درآمد کراتے ہوئے اس کے مجرمین کو سزائیں دلائی۔ احادیث اور مغازی کی کتب میں ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ صحابہ کرام نے توہین رسالت کے مجرموں کو ازخود قتل کر دیا اور جب یہ مقدمے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش ہوئے تو آپ نے ان صحابہ کو بری قرار دیا۔ ان میں سے چند واقعات درج ذیل ہیں۔ عباد بن موسی کی روایت ہے:

> ”ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ایک نابینا تھا، اس کی ایک ام ولد (ایسی لونڈی جس سے اس کی اولاد ہو) تھی اور وہ نبی کریم ﷺ کو گالیاں بکتی اور برا بھلا کہتی تھی۔ وہ اسے منع کرتا تھا مگر مانتی نہ تھی' وہ اسے ڈانٹتا تھا مگر سمجھتی نہ تھی۔ ایک رات وہ نبی کریم ﷺ کی بدگوئی کرنے اور آپکو گالیاں دینے لگی تو اس نابینا نے ایک برچھا لیا' اسے اس لونڈی کے پیٹ پر رکھ کر اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا اور اس طرح اسے قتل کر ڈالا۔ اس لونڈی کے پاؤں میں ایک چھوٹا بچہ آگیا اور اس نے اس جگہ کو خون سے لت پت کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ سے اس قتل کا ذکر کیا گیا اور لوگ اکٹھے ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا ”میں اس آدمی کو اللہ کی قسم دیتا ہوں' جس نے یہ کارروائی کی ہے اور میرا اس پر حق ہے کہ کھڑا ہو جائے۔“ تو وہ نابینا کھڑا ہو گیا اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آیا' اس کے قدم لرز رہے تھے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے آبیٹھا اور بولا: اے اللہ کے رسول! میں اس کا قاتل ہوں۔ یہ آپ کو گالیاں بکتی اور برا بھلا کہتی تھی۔ میں اس کو منع کرتا تھا مگر باز نہ آتی تھی۔ میں اسے ڈانٹتا تھا مگر سمجھتی نہ تھی۔ میرے اس سے دو بچے بھی ہیں جیسے کہ موتی ہوں اور وہ میرا بڑا اچھا ساتھ دینے والی تھی۔ گزشتہ رات جب وہ آپ کو گالیاں دینے لگی اور برا بھلا کہنے لگی تو میں نے

چھرالیا' اسے اس کے پیٹ پر رکھا اور اس پر اپنا بوجھ ڈال دیا حتیٰ کہ اس کو قتل کر ڈالا۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا "خبردار! گواہ ہو جاؤ اس لونڈی کا خون ضائع ہے۔"[14]

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

ایک یہودی عورت نبی کریم ﷺ کو گالیاں دیا کرتی تھی اور آپ ﷺ کے بارے میں نازیبا الفاظ بولتی تھی۔ تو ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹ دیا حتیٰ کہ وہ مر گئی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کا خون ضائع قرار دیا۔[15]

قرآن وسنت رسول ﷺ کی ان نصوص کے بعد قرآن اور حدیث کو سند اور حجت ماننے والا کوئی شخص کس طرح یہ کہہ سکتا ہے کہ شاتم رسول کی سزا قتل کے علاوہ کچھ اور ہو سکتی ہے۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے چنانچہ وہ اہل سنت ہوں یا اہل تشیع ، پندرہ سو سال میں اس مسئلے پر کسی کا اختلاف نہیں پایا جاتا۔ اس معاملے میں فقہائے امت میں علامہ ابن تیمیہ کی الصارم المسلول علیٰ شاتم الرسول ، تقی الدین سبکی کی السیف المسلول علیٰ من سب الرسول، ابن عابدین شامی کی تنبیہ الولاۃ واحکام علیٰ شاتم خیر الانام۔ ان چند معروف کتب میں ہیں جو اس اجماع امت کو محکم دلائل اور شواہد کے ساتھ ثابت کرتی ہیں ۔

قرون اولیٰ کے مشہور فقہاء اور محدثین کی آراء

امام ابو بکر الجصاص لکھتے ہیں کہ کسی مسلمان کو اس سے اختلاف نہیں ہے کہ جس شخص نے رسول اللہ کی اہانت اور ایذا رسانی کا قصد کیا اور وہ مسلمان کہلاتا ہو تو وہ مرتد اور واجب القتل ہو گیا۔[16] امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں جو شخص رسول اللہ کو گالی دے یا آپ کی توہین کرے خواہ وہ مسلم ہو یا کافر تو وہ واجب القتل ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے۔[17] اہل السنۃ والجماعت اور شیعہ کے تمام فرقوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ توہین رسالت کی سزا صرف اور صرف موت ہے۔ مگر اس ضمن میں یہ بات ذہن میں رہنی چاہیے کہ اس جرم کے مرتکب کو صرف اور صرف عدالت اعلیٰ درجے کی تحقیقات کے بعد سزا دے سکتی ہے۔ عام لوگ اگر موقع پر ہی سزا دے دیتے ہیں یا پولیس کی تحویل میں بغیر عدالتی فیصلے کے مار دیا جاتا ہے تو اس کے مرتکب افراد شریعت اور ریاست دونوں کے مجرم ہیں۔

آپ ﷺ اگرچہ رحمت للعالمین ہیں اور دونوں جہانوں کے لیے آپ ﷺ کو رحمت بنا کر بھیجا گیا، مگر توہین رسالت کا معاملہ صرف آپ ﷺ کی ذات گرامی سے متعلق نہیں بلکہ یہ پوری امت مسلمہ کے مرکز و محور، ایمان و عقیدے اور محبت و عقیدت کا معاملہ ہے۔ اس سے متعدد حقوق متاثر ہوتے ہیں مثلاً آپ ﷺ کی حیثیت اللہ تعالیٰ کے فرستادے اور آپ کے محبوب بندے کی ہے۔ آپ ﷺ کی شان کا انکار ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی توہین کرنا اور اس کے محبوب ترین بندے سے اظہار بغض و نفرت کرنا۔ اسی طرح آپ ﷺ پر طعن گویا اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب پر اور اس کے پسندیدہ

دین اسلام پر طعن ہے۔ آپ کی تکذیب اللہ تعالی کی تکذیب ہے۔ اسی طرح پوری امت مسلمہ آپ پر ایمان رکھتی ہے اور آپ ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتی ہے اس لیے آپ ﷺ کی توہین پوری امت محمدیہ کی توہین اور دل آزاری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس معاملے میں آپ ﷺ نے عفو کا عنصر زیادہ استعمال نہیں کیا، اگرچہ بعض لوگوں کو معاف بھی کیا تھا مگر زیادہ کو سزا دی تھی۔ معافی کا اختیار بھی صرف آپ ﷺ ہی کو حاصل تھا۔ امت کو یہ اختیار نہیں کہ کسی شاتم رسول کو معاف کرے۔

شرائع من قبلنا سے دلائل

توہین رسالت کی یہ سزا صرف قرآن و حدیث سے ثابت نہیں بلکہ شرائع من قبلنا بھی اس بات پر دلالت کرتی ہیں۔ یہودی اور عیسائی مذاہب کی مقدس کتابوں میں عہد نامہ قدیم اور عہد نامہ جدید پر نظر ڈالی جائے تو عہد نامہ قدیم میں واضح طور پر خداوند کے حوالے سے تحریر ہے

"You shall not revile God (Exodus 22:28)" [18]

ترجمہ: اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ خدا کو نہ کوسنا اور برا بھلا نہ کہنا۔ واضح رہے کہ عیسائیت میں خداوند سے مراد باپ، بیٹا اور روح القدس ہیں۔

عہد نامہ قدیم میں آگے چل کر مزید وضاحت اور متعین الفاظ کے ساتھ یہ بات کہی گئی ہے اور جو خداوند کے نام پر کفر بکے ضرور جان سے مارا جائے۔ ساری جماعت اسے قطعی سنگسار کرے خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی جب وہ پاک نام پر کفر بکے تو وہ ضرور جان سے مارا جائے[19]۔

انگریزی متن کے الفاظ بھی غور سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔

"And he that blasphemeth the name of the lord, he shall surely be put to the death and all the congregation shall certainly stone him: as well as the stranger, as he that is born in the land, when he blasphemeththe name of the lord shall be put to death.(leveticm 22:16)"[20]

ترجمہ: اور جو شخص خداوند کے نام کی توہین کرے اسے ضرور قتل کیا جائے گا اور تمام جماعت اسے ضرور سنگسار کرے گی۔ اسی طرح اجنبی بھی، جیسا کہ اس ملک میں پیدا ہوا ہے، جب وہ رب کے نام کی توہین کرے گا۔ اس کو سزائے موت دی جائے گی۔

میثاق جدید کے یہ الفاظ بھی قابل غور ہیں۔

"Where for I sayunto you all manner of sin and blasphemy shall be for givenunto men but two

blasphemyagainst the holy Christ shall not be forgiven unto man." (Mathen 12:31)[21]

ترجمہ:اس کا مفہوم یہ ہوگا اس لیے میں تم سے کہتا ہوں کہ آدمیوں کا ہر گناہ اور کفر تو معاف کیا جائے گا مگر جو کچھ روح مقدس مسیح کے بارے میں ہو وہ معاف نہیں کیا جائے گا۔

انسانی حقوق اور توہین رسالت

معاملے کا دوسرا پہلو انسانی حقوق سے متعلق ہے۔ہر انسان کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی رائے کا اظہار کرے اور اگر کوئی چیز اسے قابل گرفت نظر آتی ہے تو اس پر تنقید بھی کرے۔لیکن کسی بھی انسان کو آزادی اظہار کے بہانے یہ آزادی نہیں دی جا سکتی کہ وہ کسی دوسرے فرد کی عزت،ساکھ، معاشرتی مقام اور کردار کو نشانہ بنا کر نہ صرف اس کی بلکہ اس سے وابستہ افراد کی دل آزاری کا ارتکاب کرے۔اگر یورپ کے بعض ممالک میں مثلاً ڈنمارک ، سپین ، فن لینڈ ،جرمنی ،یونان ،اٹلی ،آئرلینڈ ،ناروے،نیدرلینڈ ،سوئزرلینڈ آسٹریا وغیرہ میں آج تک مذہبی جذبات مجروح کرنے پر قانون پایا جاتا ہے اور برطانیہ جیسے رواداری والے ملک میں ملکہ کے خلاف توہین Blasphemy کی تعریف میں آتی ہے۔ایسے میں جبکہ نبی کریم ﷺ کی ذات مسلمانوں کے لیے تمام بادشاہوں سے بڑھ کر ہے،ان کی توہین پر موت کی سزا پر کیوں سوال اٹھایا جاتا ہے۔

تجاویز وسفارشات

1. **تعلیمی مہمات :** قرآن وحدیث کی روشنی میں نبی کریم ﷺ کے احترام کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے آگاہی مہمات شروع کی جائیں۔
2. **قانونی تحفظات :** اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ توہین رسالت کے قوانین کا غلط استعمال نہ ہو اور ان کا اطلاق عدل وانصاف کے اصولوں کے مطابق ہو۔
3. **بین المذاہب مکالمہ :** مختلف مذاہب کے درمیان حساس موضوعات جیسے توہین رسالت پر سمجھ بوجھ پیدا کرنے کے لیے مکالمے کو فروغ دیا جائے۔
4. **فقہی وضاحتیں :** توہین رسالت کی سزا اور اس کے نفاذ سے متعلق غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لیے علمی کام کو فروغ دیا جائے۔
5. **متوازن بیانیہ :** انسانی حقوق اور مذہبی عقائد کی تقدیس کے درمیان توازن قائم کرنے والے بیانیے کو فروغ دیا جائے۔

خلاصہ بحث

اسلام نے تمام انسانوں کی ناموس کے احترام کا درس دیا ہے۔ انبیاء کی شان تمام انسانوں سے بڑھ کر ہے اور ان کی ناموس کی حفاظت دین کا ایک اہم جزو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود نبی کریم ﷺ کی ناموس کے بارے میں احکام قرآن مجید میں دیئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی ناموس کے بارے میں احادیث بھی کثرت سے موجود ہیں۔ قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہے اور امت کا اس بات پر ہر دور میں اجماع رہا ہے کہ توہین رسالت کی سزا موت ہے مگر یہ بات ذہن نشین رہے کہ ملزم کے جرم کے تعین اور سزا کا فیصلہ صرف اور صرف عدالت کرے گی۔ عام عوام یا کچھ افراد کو اس حوالے سے سزا دینے کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ شرائع من قبلنا بھی اس بات پر گواہ ہیں کہ خدا اور انبیاء کی توہین کی سزا موت ہے نیز آزادی اظہار کے نام پر توہین رسالت کی اجازت کسی طور نہیں دی جاسکتی۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] کیرانوی، وحید الزمان قاسمی، القاموس الفقہ، ادارہ اسلامیات، لاہور 2001ء، ص 1709

[2] القرآن 48:1،2،3،4

[3] القرآن 48:8،9

[4] القرآن 2:104

[5] القرآن 33:6

[6] القرآن 3:31

[7] القرآن 9:23

[8] البخاری، الجامع الصحیح، محمد بن اسماعیل، ح: 2399، الطاف اینڈ سنز 2008ء، ج 1 ص 636

[9] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ح: 14، ج 1 ص 10

[10] القرآن 33:57

[11] القرآن 33:61

[12] القرآن 8:13

[13] بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب المغازی، ح: 1846 ج 1، ص 495

[14] السجستاني، أبوداود سليمان بن الأشعث، سنن ابی داؤد، ح: 4363، دارالکتاب العربي، بيروت، ج 4، ص 226

[15] السجستاني، أبو داود سليمان بن الأشعث، سنن ابی داؤد، ح: 4364، ج 4، ص 227

[16] الجصاص، أحمد بن علي الرازي، احکام القرآن، دار إحياء التراث العربي، بيروت، 1405ھ، ج 3، ص 86

[17] أحمد بن عبد الحليم بن تيمية، الصارم المسلول على شاتم الرسول، دار ابن حزم، بيروت، ص 5

[18] پرانااور نیا عہد نامہ لاہور1993ءبائبل سوسائٹی ص،75

[19] احبار،باب15:24-17،ص،118

[20] متی،میثاق جدید،باب13؛12 ،کتاب مقدس مطبوعہ بائبل سوسائٹی انارکلی لاہور،1993ء،ص15

[21] ایضاً